روزنامہ
الفضل
قادیان

یوم چہارشنبہ

جلد ۳۴	۲ ماہ صلح ۱۳۲۵ ہش	۲۷ محرم الحرام ۱۳۶۵ ھ	۲ جنوری ۱۹۴۶ء	نمبر ۲

مدینۃ المسیح

قادیان یکم ماہ صلح۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو آج دن میں درد میں افاقہ رہا بخار بھی کم رہا۔ شام کے چھ بجے درجہ حرارت ۹۸،۸ تھا۔ کل سے نسبتاً افاقہ رہا۔ الحمد للہ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

— حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت آج سردرد اور ضعف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں۔

— حضرت مفتی محمد صادق صاحب تاحال بیمار ہیں دعائے صحت کی جائے۔

— افسوس منشی غلام محمد صاحب مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول پنشنر محلہ دار الفضل جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے تھے۔ کل بعمر قریباً ۸۲ سال وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون آج ۱۱ بجے دن حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ احباب مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

۲۷ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام

آغاز تو میں کردوں انجام خدا جانے

جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کے عظیم الشان اجتماع میں ۲۷ دسمبر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر سے قبل حضور کا حسب ذیل تازہ کلام جناب ثاقب صاحب زیروی نے خوش الحانی سے پڑھا۔ جس نے سامعین پر وجد کا عالم طاری کر دیا۔

تعریف کے قابل ہیں یارب تیرے دیوانے — آباد ہوئے جن سے دنیا کے ہیں ویرانے

کب پیٹ کے دھندوں سے مسلم کو بھلا فرصت — ہے دین کی کیا حالت یہ اس کی بلا جانے

جو جاننے کی باتیں تھیں ان کو بھلایا ہے — جب پوچھیں سبب کیا ہے کہتے ہیں خدا جانے

ہر مستی سے خالی ہے دل عشق سے عاری ہے — بے کار گئے ان کے سب ساغر و پیمانے

خاموشی سی طاری ہے مجلس کی فضاؤں پر — فانوس ہی اندھا ہے یا اندھے ہیں پروانے

فرزانوں نے دنیا کے شہروں کو اجاڑا ہے — آباد کرینگے اب دیوانے یہ ویرانے

ہوتی نہ اگر روشن وہ شمع رخ انور — کیوں جمع یہاں ہوتے سب دنیا کے پروانے

ہے ساعت سعد آئی اسلام کی جنگوں کی
آغاز تو میں کردوں انجام خدا جانے

ایڈیٹر غلام نبی — بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کی پہلی تقریر

اسلام میں خدا تعالیٰ کا تصور

۲۶ دسمبر جلسہ سالانہ کے عظیم الشان اجتماع میں جناب قاضی محمد اسلم صاحب فیلو پنجاب یونیورسٹی پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے حسب ذیل تقریر کی۔

میرا مضمون اسلام میں خدا تعالیٰ کا تصور ہے۔ یعنی اسلام خدا تعالیٰ کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے؟ ایسا مضمون ہر تعلیم اور ہر مذہب کے متعلق بیان ہو سکتا ہے۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے بڑے بڑے تحقیقی مقالے اس موضوع پر لکھے جاتے۔ اور شائع ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کے لکھنے والے بالعموم یہ فرض کر لیتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے متعلق ہر تصور ایک قومی تصور ہوتا ہے۔ ہر قوم کے اپنے حالات ہوتے ہیں۔ اور اپنا ماحول ہوتا ہے۔ اپنے خاص تجربات ہوتے ہیں۔ ان سب کا رد عمل ایک تصور ہوتا ہے۔ جو اس قوم میں خدا تعالیٰ کے متعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جو آہستہ آہستہ ایک مستقل شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ہر قوم کے متعلق اسی رنگ میں بیان کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ عیسائیت میں خدا تعالیٰ کے تصور پر بھی جب خود عیسائی مصنف قلم اٹھاتے ہیں۔ تو یہی لکھتے ہیں۔ کہ پہلے اسرائیلی انبیاء تھے۔ ان کے زمانہ میں خدا کا تصور مثلاً یہ تھا۔ ان میں یہ یہ تغیر ہوا۔ پھر حضرت مسیح نے آکر ایک بہت بڑا تغیر پیدا کیا ان کے بعد ان کے حواری اور خلفاء بھی تغیر کرتے چلے گئے۔ اور پھر کلیسا میں یہ تصور آہستہ آہستہ ایک مستقل شکل اختیار کر گیا۔ گویا ان کے نزدیک خدا تعالیٰ کے متعلق تصور ہمیشہ ایک قومی تصور ہوتا ہے جو قومی حالات اور قومی تجربات کا رد عمل ہوتا ہے۔

اسلام کی خصوصیت

یہ بات دوسرے مذاہب اور دوسری تعلیموں کے متعلق صحیح ہو تو ہو۔ اسلام کے متعلق صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وجود کی تلاش کو اور اپنی صفات کے متعلق صحیح علم کو لوگوں کے قیاسات پر نہیں چھوڑا بلکہ آدم کی پیدائش سے لیکر اب تک وہ مختلف زمانوں میں خود انسان کو الہام کر کے اپنے وجود اور اپنی صفات کا علم لوگوں کو دیتا رہا ہے۔ پہلے یہ علم مجمل تھا لیکن ہر نبی کے آنے کے ساتھ اس کی تفصیل بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے زمانے میں قرآن شریف نازل ہوا جس کے ذریعہ یہ علم مفصل اور مکمل کر دیا گیا۔ اور نہ صرف مفصل اور مکمل کر دیا گیا۔ بلکہ اسے ہمیشہ قائم رہنے والے الفاظ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔ اور اس کے مغز اور مفہوم کو قائم رکھنے کے لئے مجددین کا سلسلہ جاری کیا جو ہر زمانے میں خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خدا کے اس اپنے سکھائے ہوئے تصور کو قائم رکھتے ہیں۔ اسلئے اسلامی تصور کوئی قومی تصور نہیں بلکہ ایک ایسی تعلیم کا جزو ہے۔ جس نے شروع سے سارے بنی نوع انسان کو مخاطب کیا۔ جو اپنے آپ کو ان تمام تعلیموں کے تسلسل میں بتاتی ہے۔ جو اس سے پہلے خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آتی رہیں۔ جو اس وقت سے لیکر جب وہ دنیا میں آئی اب تک اپنے الفاظ کے لحاظ سے بھی محفوظ ہے۔ اور جو درمیانی زمانے میں بھی مجددین کے ذریعہ اپنے مفہوم کے لحاظ سے بھی محفوظ رہی ہے۔ اور جو اس زمانے میں جبکہ ظاہری طور پر وہ تعلیم بری طرح مسخ اور مردہ ہو چکی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء کے ذریعہ دوبارہ زندہ ہو گئی ہے۔

مخالفین کے نزدیک اسلام میں خدا تعالیٰ کا تصور

دشمن نے اسلامی تصور کے اس پہلو پر کبھی غور نہیں کیا۔ اس نے کبھی نہیں سوچا کہ اسلام اپنی تعلیم کی ابتداء آدم کی پیدائش سے بتاتا ہے۔ اور ہر مذہبی دور کو وہ اپنا دور سمجھتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ صرف اسی تعلیم کی تکمیل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے زمانہ میں اور آپ کے ذریعے آکر ہوئی۔ جس تعلیم کی ایسی منظم تاریخ ہے۔ اور جو خود پوری طرح محفوظ موجود ہے۔ اس کے متعلق از خود افسانے بنا کر پیش کرنا کتنی بڑی غلطی اور کتنا بڑا ظلم ہے۔ لیکن دشمن یہ جانتے ہوئے۔ کہ اسلام کی تعلیم ایک معین اور محفوظ کتاب میں موجود ہے۔ اور اس تعلیم سے گویا ساری مذہبی تاریخ میں ایک نظام اور ایک جوڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ جب اسلامی خدا کا تصور پیش کرتا ہے۔ تو اس جامع تصور کو بھی کہ یہی ایک تصور ہے۔ جو قومی اثرات اور قومی تعصبات اور قومی توہمات سے آزاد ہے۔ وہ ایک قومی تصور بناتا ہے۔ اور اپنے اس بیان کی بنیاد یا تو اپنے دماغ کی ایجاد رکھتا ہے۔ یا پھر ایسی فرسودہ روایات پر جو اُن کے دل کو بھاتی ہیں۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے۔ کہ کسی کو حق نہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات خود خدا تعالیٰ کے سوا کوئی اور بیان کرے۔ خدا خود ہی بیان کر سکتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کی وہ سب صفات جو بندوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ قرآن شریف میں بیان کر دی گئی ہیں۔ اکثر تو گن گن کر بیان کی گئی ہیں اور بعض کے متعلق ہم استدلال کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی صفات میں شامل ہیں۔ بعض صفات ان کے علاوہ بھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہاماً سکھائی جاتی ہیں۔ مگر دشمن اس رنگ میں کسی اسلامی مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ اس رنگ میں کرتا ہے۔ کہ اسے اعتراض کا موقعہ ملے۔ مثلاً خدا جانے یہ اس نے کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ کہ اسلام کا خدا ایک جابر اور قاہر مطلق العنان ایشیائی بادشاہ کی طرح ہے۔ جو ہر چیز کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ اور اسی میں خوش رہتا ہے۔ اس کے بندوں کو کوئی اختیار نہیں۔ وہ اپنی مطلق العنانی میں ہی لذت محسوس کرتا ہے۔ اور طاقت اور ملکیت کے مظاہروں کو اپنا اولین اور آخری مقصد سمجھتا ہے۔

صحیح اسلامی تصور

اب اگر اسلامی خدا کا تصور صحیح طور پر معلوم کرنا چاہیں۔ تو اس میں شک نہیں۔ کہ وہ ہمیں سارے قرآن میں پھیلا ہوا نظر آئے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اقوال میں اس تصور کے بہت سے پہلو تفصیلی رنگ میں مل جائیں گے۔ پھر ہمارے اپنے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تحریروں میں ان کی تفاصیل مل جائیں گی۔ ان تمام ماخذوں پر حاوی ہونا کسی کے لئے کوئی آسان کام نہیں۔ لیکن قرآن شریف کے عجائبات میں سے یہ بھی ایک عجیب بات ہے۔ کہ ہر اہم مضمون جو قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کو اجمالاً تو ضرور لیکن ایک حد تک تفصیلاً بھی قرآن شریف کی اس چھوٹی سی سورۃ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ جو سورۃ فاتحہ کہلاتی ہے۔ اور جو قرآن شریف کے شروع میں درج ہے۔

سورۃ فاتحہ کا کمال

سورۃ فاتحہ کو ام القرآن یعنی قرآن کی ماں کہا گیا ہے۔ یعنی ہر مضمون جو قرآن شریف میں بیان ہوا ہے۔ وہ ضرور سورۃ فاتحہ میں بیان ہوا ہے۔ اور غور کرنے والے کو اس مضمون کا اصولی خاکہ سورۃ فاتحہ میں مل جائیگا۔ گویا قرآن شریف کا ہر مضمون بیج اور جڑ کے طور پر سورۃ فاتحہ میں موجود ہے۔ لیکن سورۃ فاتحہ کو خود قرآن عظیم بھی کہا گیا ہے۔ جس کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ نہ صرف اجمالاً بلکہ تفصیلاً بھی قرآن شریف کے اکثر مضامین سورۃ فاتحہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اس کا نتیجہ اور فائدہ یہ ہے۔ کہ غور کرنے والوں کے لئے یہ راستہ کھلا ہے۔ کہ وہ سورۃ فاتحہ ہی کو لے کر اسلام کے کسی مسئلہ کے متعلق اگر موٹی موٹی باتیں نکالنا چاہیں تو نکال سکتے ہیں۔

سورۃ فاتحہ میں خدا تعالیٰ کی صفات

سورۃ فاتحہ میں خدا تعالیٰ کی چار صفات بیان کی گئی ہیں۔ لیکن اپنی وسعت کے لحاظ سے وہ صفات ایسی ہیں۔ گویا باقی سب صفات کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی صفات فضیلت کے لحاظ سے ایک جیسی ہیں کوئی کسی دوسری سے بڑھ کر نہیں۔ ہاں وسعت کے لحاظ سے فرق ہے بعض صفات زیادہ جامع اور زیادہ وسیع ہیں بعض کم۔ گویا بعض کلی کا رنگ رکھتی ہیں۔ اور بعض تفصیل کا۔ اس طرح ان چار صفات سے خدا تعالیٰ کا اسلامی تصور انسان کے سامنے آ سکتا ہے۔

ہر چیز کی صفات ہی معلوم ہوتی ہیں

اگر کوئی کہے کہ یہ تو صفات ہیں اور ہم خدا تعالیٰ کے وجود کا تصور تلاش کر رہے ہیں۔ تو یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کا تصور دراصل صفات ہی کا تصور ہے۔ اور یہ بات کوئی خدا تعالیٰ سے خاص نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس بات کو سمجھانے کے لئے ہر چیز کی اصل حقیقت کو مخفی کر دیا ہے۔ اور انسان کی نظر اور انسان کے شاہدے اور انسان کے علم کے لئے صرف صفات ہی صفات باقی چھوڑی ہیں۔ مادے کے متعلق ابتدائے زمانہ سے انسان غور کر رہا ہے لیکن صفات کی حد سے (اور وہ بھی چند ایک) آگے نہیں بڑھ سکا۔ سارے مادے کا خلاصہ چند صفات بنتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ فلسفیوں نے صفات صفات میں فرق کیا ہے۔ بعض کو زیادہ اہم اور بعض کو کم اہم بتایا ہے۔ بعض کو اصلی اور زیادہ حقیقی قرار دیا ہے اور بعض کو ثانوی یا کم حقیقی بتایا ہے۔ لیکن یہ کوئی اصولی فرق نہیں جب اصلی یا حقیقی صفات پر مزید غور کیا جاتا ہے۔ تو اس کا حاصل بھی کچھ صفات ہی نکلتا ہے۔ آج ہمارے زمانے میں مادے کی اندرونی ترکیب کا علم بہت بڑھ گیا ہے۔ لیکن سوائے اس کے کہ ہم صفات کا خلاصہ پہلے سے زیادہ اچھی طرح بیان کر سکتے ہیں اور کچھ نہیں ہوا یہی حال انسانی نفس کے متعلق علم کا ہے۔ اگرچہ ہم نفس نفس تو کہتے رہتے ہیں لیکن ذات نفس کا علم کسی کو نہیں۔ ہاں صفات نفس کا علم ہے

میں کچھ تعجب نہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی ذات کا علم بھی صرف صفات کا علم ہی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کلکم فی ذات اللہ حمقاء کہ اللہ تعالےٰ کی ذات تم میں سے کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ اس لئے جو کوئی خدا تعالےٰ کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتا ہے۔ وہ ان اجمالی صفات پر اپنے ظرف اور اپنی توفیق کے مطابق غور کرے۔ جو خدا تعالےٰ نے انسان کو عطا کی ہے۔

خدا تعالےٰ کا اسم ذاتی

سورۂ فاتحہ میں جیسا کہ ابھی میں نے کہا چار بڑی بڑی صفات کا ذکر ہے۔ یعنی رب العالمین رحمٰن رحیم۔ مالک یوم الدین۔ در اصل ایک اور بات بھی اور بہت بڑی بات سورۂ فاتحہ میں اور قرآن شریف میں جابجا ہے۔ اور وہ لفظ اللہ ہے۔ جو ذات باری کا اسم ذاتی ہے۔ اور جو اسلامی روزمرہ کی بول چال میں اس طرح داخل ہو گیا ہے۔ جس طرح گویا دم لینے والے انسان میں ہوا داخل ہو جاتی ہے۔ اسلام کا یہ بہت بڑا کمال اور خدا تعالےٰ کی آخری اور کامل تعلیم کا یہ کمال ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کا اسم ذات بتاتی۔ چنانچہ اس نے بتایا اور وہ اسم ذاتی اللہ ہے۔ دشمن نے اسلام کے اس امتیاز پر بھی اعتراض کیا ہے۔ اور کوشش کی ہے کہ کسی طرح یہ نام اللہ بھی صفاتی نام ثابت ہو جائے۔ صفاتی ناموں کی علامت یہ ہے۔ کہ وہ خدا کے سوا دوسرے وجودوں کے متعلق بھی استعمال ہو سکتے اور ہوتے رہتے ہیں۔ صرف ایک زائد علامت سے وہ خدا تعالےٰ کا نام بن جاتے ہیں۔ قرآن شریف میں ہی خدا تعالےٰ کے صفاتی نام بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے پہلے ال لگایا جاتا ہے۔ تو وہ خدا کا نام بن جاتا ہے۔ صفاتی ناموں کی ایک اور پہچان یہ بھی ہوتی ہے۔ کہ ان کا تجزیہ ہو سکتا ہے۔ پرمیشور۔ پرم اور ایشور سے بنا ہے۔ پرماتما پرم اور آتما سے۔ ایک اور پہچان یہ ہے۔ کہ وہ جمع کے صیغے میں استعمال ہو سکتے ہیں۔ مثلاً الٰہ سے آلہۃ۔ لفظ اللہ اور کسی وجود کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ عربی زبان میں اس کی کوئی مثال نہیں کہ یہ نام سوائے خدا تعالےٰ کے کسی اور وجود کے لئے استعارۃً بھی استعمال ہوتا ہو۔ پھر اس لفظ کا تجزیہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یعنی یہ نہیں کہ ال ایک ٹکڑا ہو۔ اور لاہ ایک دوسرا ٹکڑا۔ اور دونوں مل کر اللہ بن گیا ہو۔ اور یہ اس لئے کہ عربی کا قاعدہ ہے۔ کہ جس لفظ کے شروع میں ال تعریف کا ہو۔ اگر اس کو ہم پکاریں تو اس سے پہلے یا ایھا لگانا پڑے گا لیکن اللہ کو پکارتے ہوئے ہم یا ایھا اللہ نہیں کہتے بلکہ صرف یا اللہ کہتے ہیں۔ پھر لفظ اللہ کبھی بھی جمع کے صیغے میں استعمال نہیں ہوتا گویا یہ صرف نام ہے۔ اور اس کا کوئی اور قائمہ عربی زبان میں نہیں۔ اور قرآن شریف میں اور عربی تحریروں میں یہ نام ذات باری کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے۔ اور ذات باری کی صفات کو اس نام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اسلامی تصور کا یہ امتیاز اسلام کے اس مقام کے عین مناسب ہے۔ جو مذہبی تعلیموں میں اسے حاصل ہے۔ یہودیوں کو دعوےٰ ہے۔ کہ ان کے ہاں بھی خدا تعالےٰ کا ذاتی نام ہے۔ اور وہ یہوداہ ہے۔ لیکن اب تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ یہوداہ بھی صفاتی نام ہے۔ یہودی تحقیق کے مطابق یہ نام ایسے لفظ سے نکلا ہے جس کے معنے گرانے والا ہے۔ گویا صفت نزول کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن ہمارے لٹریچر میں یہوداہ کو یاھو اسے وہ جو ہے بتایا گیا ہے۔ اسلام میں جو ایک معین نام ذات باری کا ہے۔ اس ذات کے ایک اور فقط ایک ہونے پر بھی دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ صفاتی نام تو ایک سے زیادہ وجودوں کے ہو سکتے ہیں۔ لیکن ذاتی نام نہیں۔ اگر ذاتی نام ایک سے زیادہ وجودوں کے ہوں۔ تو ان کو بدل دیا جاتا ہے۔ یعنی کچھ تھوڑا سا فرق کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح گویا ایک ذاتی نام کے بدلے ایک ہی وجود رہ جاتا ہے۔ اور ایک خدا کے متعلق تعلیم تو اسلامی کتاب کے ہر صفحے پر ہے۔ اور اسی سورۂ فاتحہ میں ہر صفت جو بیان ہوئی ہے۔ اس سے توحید ٹپک رہی ہے رب العالمین یعنی ہر قسم کی ساری کی ساری مخلوق کا ایک رب توحید پر دلالت کرتا ہے۔ پھر الرحمٰن یعنی ایک وجود جو حقیقی طور پر رحمٰن ہے۔ اور الرحیم جو حقیقی طور پر رحیم ہے۔

سب سے بڑا گناہ

اسلام کے متعلق عام طور پر یہ مانا جاتا ہے۔ کہ اسلام جیسی توحید کسی اور تعلیم میں نہیں۔ اس لئے اس بات کو چھوڑ کر میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ اسلام کے نزدیک سب سے بڑا گناہ توحید کی ہتک ہے۔ لفظاً یا عملاً یا معناً اگر کوئی شخص توحید کی ہتک کرے۔ تو سخت گنہگار ہے۔ اور اس کے متعلق اسلامی خدا کو بڑی غیرت ہے معلوم ہوتا ہے تمام معرفتوں اور تمام روحانی ترقیوں کی بنیاد توحید کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ یورپ عیسائی ہے۔ اور شرک میں مبتلا۔ اس کی ترقی میں کیا کمی رہ گئی ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ سب ترقیاں اور کمیاں اسی دنیا میں ظاہر نہیں ہو جاتیں۔ پھر اس دنیا میں بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مادی ترقی ہی اصل ترقی نہیں۔ بادی النظر میں ایسی ترقی کا بڑا رعب ہے۔ لیکن اگر ترقی مادی ہی مادی ہو۔ تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ خود وہ قوم جسے ایسی ترقی نصیب ہو۔ اس پر مطمئن نہیں ہو سکتی اس میں کچھ شک نہیں۔ مادی ترقی بھی ایک نوع کی ترقی ہے۔ اور اس کی بنیاد بھی ایک نوع کی توحید ہے۔ یا توحید کے ایک حصے پر ہے جو لوگ مادی ترقی کرتے ہیں۔ وہ پہلے ظاہری علوم میں ترقی کرتے ہیں۔ اور ظاہری علوم میں وہ لوگ ترقی کرتے ہیں۔ جو دنیا میں ایک قانون اور ایک نظام کے قائل ہو جاتے ہیں۔ اگر کمزور دماغ رکھنے والوں کی طرح وہ یہ سمجھتے رہیں۔ کہ قدرت کے قانون کہیں کہیں ٹوٹ جاتے ہیں۔ تو وہ ہرگز علوم میں ترقی نہیں کر سکتے۔ اور ہرگز مادے پر وہ تصرف حاصل نہیں کر سکتے جو مادی طور پر ترقی کرنے والی قوموں کو حاصل ہو جاتا ہے۔ پست قوموں کو دیکھ لیں۔ وہ کئی ایک توہمات میں مبتلا ہیں۔ کئی غیر معقول خوفوں میں کئی غیر معقول اور بے بنیاد امیدوں میں گھری رہتی ہیں۔ اور قدرت کے جو حقیقی سامان ہوتے ہیں۔ ان پر ان کی نظر نہیں ہوتی۔ بے شک، خدا پرست کی نظر بھی ان سامانوں پر نہیں ہوتی۔ لیکن اس وجہ سے نہیں کہ وہ یہ سمجھتا ہے۔ کہ سامانوں کے بغیر ترقی ہو سکتی ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ وہ سامانوں کو کافی نہیں سمجھتا۔ وہ سامان رکھتا ہوا بھی خدا تعالےٰ پر اصل نظر رکھتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو تمام سامانوں کا پیدا کرنے والا اور ان کا منبع سمجھتا ہے۔ پس مادی ترقی کے لئے کم از کم یہ ضروری ہے۔ کہ انسان توہمات سے آزاد ہو۔ اور دنیا کو ایک قانون اور نظام کے ماتحت سمجھے۔ اور یہ بھی توحید کا ایک حصہ ہے۔ یہاں تک کہ جو لوگ بغیر کسی معقول وجہ کے عام مسلمانوں اور عام نظام قدرت کا لحاظ نہیں کرتے۔ وہ بھی اسلامی تعلیم کی رو سے توحید کی ہتک کرتے والے ہیں۔

یورپ کی ترقی

یورپ کی ترقی جتنی بھی ہے۔ اس وجہ سے ہے۔ کہ یورپ نے کم از کم یہ سمجھا ہے۔ کہ مادی نظام اور مادی قانون ایک ہے۔ اور ہر بات جو مادی دنیا میں ہوتی ہے وہ اس ایک قانون اور ایک نظام کے ماتحت ہوتی ہے۔ لیکن یورپ اس سے آگے نہیں گیا۔ وہ اس اگلے نقطہ پر نہیں پہنچا۔ کہ اس نظام اور قانون کا پیدا کرنے والا اور اسے چلانے والا ایک خدا ہے جس نے ہم سب کو ایک مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور جو ہم سب کی بھلائی اور سب کی کامیابی اور سب کی ہدایت چاہتا ہے۔ اگر یورپ ایسا کرتا تو دنیاوی ترقی کی بھی اصل منزل پر پہنچتا یہی وجہ ہے کہ یورپ کے کمالات پر ہمیں یہ تو نظر آتا ہے۔ کہ انہوں نے ایسی ایسی اعلےٰ درجہ کی مشینیں ایجاد کیں۔ ایسے ایسے آلات جنگ بنائے۔ یا فلاں ملک یا فلاں حکومت نے یہ یہ کام بہادری اور دانائی اور قربانی کے اپنے ملک یا اپنی حکومت کو فائدہ پہنچانے کے لئے کئے۔ لیکن یہ نظر نہیں آتا۔ کہ انہوں نے بنی نوع انسان کے لئے یہ یہ قربانیاں کیں جو قربانیاں اور کوششیں ہیں۔ وہ اپنے اپنے ملک اور اپنی اپنی قوم کے لئے ہیں دوسروں کے لئے نہیں۔ دنیا اور بنی نوع انسان کے لئے نہیں۔ حالانکہ خود یورپ والے اس بات کے قائل ہیں۔ کہ کسی فرد یا کسی قوم کا درجہ اس بات سے نہیں ناپا جاتا۔ کہ وہ اپنے لئے کیا کرتا یا کرتی ہے۔ بلکہ اس بات سے ناپا جاتا ہے۔ کہ وہ دوسروں کے لئے کیا کرتا یا کرتی ہے۔

اوائل اسلام کا زمانہ دنیا سے کیوں خراج تحسین حاصل کرتا ہے۔ اور کیوں وہ خود مسلمانوں کو بھی گرما دیتا اور دشمن کو مرعوب کر دیتا ہے۔ اسی لئے کہ اس زمانے میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو توفیق دی۔ کہ وہ حقیقی توحید کو سمجھیں۔ اور پھر دنیا کو اپنے لئے مسخر کریں اور اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی غلامی اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔ یورپ نے جو ترقی کی وہ اس توحید کو مان کر کی جو دنیا کے متعلق ہے اور اس شرک سے الگ ہو کر کی۔ جو اس زمانے سے پہلے ان میں جاری تھا جب تک یورپ از منہ وسطیٰ والے مشرکانہ عقائد میں بستلا رہا

توہمات کا شکار رہا نہ دینی اور نہ دنیوی ترقی اسے نصیب ہوئی۔ لیکن جب سے وہ اُن مشرکانہ عقائد سے عملاً علیحدہ ہونے لگا۔ اور توہمات سے آزاد ہوا۔ ترقی کرنے لگا۔ اب تک دنیاوی ترقی کے زینے اس نے طے کئے اب اس سے آگے وہ روحانی ترقی بھی چاہتا ہے۔ تو اسے دوسروں کے لئے قربان ہونا سیکھنا پڑے گا۔ اور یہ قربانی سوائے حقیقی توحید سیکھنے کے ممکن نہیں۔

پس سورہ فاتحہ میں خداتعالے کا اسم ذات بتایا گیا ہے۔ اور اسکی توحید پر زور ہے۔ اب اگر ان چار صفات پر غور کریں جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں تو اس سے ذات باری کی صفات کا اجمالی نقشہ ہمارے سامنے آسکتا ہے۔ رب العالمین میں ربوبیت عامہ پر زور دیا گیا ہے۔ اور یہ ربوبیت جسمانی اور روحانی نظام دونو پر حاوی ہے۔

سب قوموں کی طرف نبی

یہ اصل اسلام ہی نے دنیا میں پیش کیا ہے۔ کہ جس طرح جسمانی طور پر خداتعالیٰ ہر شخص اور ہر طبقے کی مساوی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اور ان کو آہستہ آہستہ ترقی کی طرف پہنچاتا یا ایسی تدریجی ترقی کے سامان سب کے لئے مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح روحانی طور پر بھی وہ دنیا کے سب حصوں کے لئے ایسا کرتا ہے۔ یہ اسلام کی تعلیم ہے کہ خداتعالے نے دنیا کی سب قوموں کی طرف نبی بھیجے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض ایسے انبیاء کی صداقت کا اعلان اپنی زبان مبارک سے فرمایا۔ جن کا ذکر قرآن شریف میں صراحتاً موجود نہیں اور یہ اسلامی تعلیم کے ماتحت اور اس کے مطابق تھا۔ چنانچہ آنحضور نے حضرت کرشن۔ کے متعلق فرمایا۔ کان فی الھند نبیاً اسود اللون واسمہ کاھنا۔ اسی طرح حضرت زرتشتؑ کے متعلق بھی فرمایا۔ اور اسی اصل کے ماتحت ہمارے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خداتعالے سے الہام پاکر اور اس بات کی شہادت دے کر حضرت رامچندر اور حضرت بدھ کو بھی انبیاء کے زمرے میں شامل کیا۔ اور خداتعالے کی ربوبیت عامہ کو جس پر سورہ فاتحہ میں ایسا واضح زور ہے۔ ساری دنیا پر منکشف کیا۔ اور اس طرح دنیا کے روحانی اتحاد کی گویا بنیاد رکھ دی۔ دراصل یہ روحانی اتحاد چاہے کتنے دوروں میں جاکر مکمل ہو۔ آخر ایک عملی شکل اختیار کر کے رہیگا کیونکہ خداتعالے کی ربوبیت عامہ اس کا تقاضا کرتی اور فطرت انسانی اس کی تڑپ رکھتی ہے۔ اور قرآن کریم کی مستقل ترتیب میں اس صفت کا شروع میں بیان ہونا اس بات کی علامت ہے کہ خداتعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ ایسا ہی ہو اور بنی نوع انسان خداتعالے کی اس جامع صفت کو سمجھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے تمام افکار اور اپنی تمام کوششیں اس طرح چلائیں کہ ان کے نتیجہ میں نہ ایک قوم کا بلکہ ساری دنیا کا بھلا ہو۔ اس وقت ہمارے سامنے قوموں کا آپس میں مقابلہ ایک نہایت بھیانک شکل اختیار کئے ہوئے ہیں۔ قومیت کا زور ہے۔ باوجود اس کے کہ دنیا کے اتحاد کی ضرورت بھی سختی سے محسوس ہو رہی ہے۔ ہمارا ملک ہندوستان بھی قومیت کے احساس کے ماتحت اٹھ رہا ہے۔ لیکن قوم قوم سے بدظن۔ بلکہ برسرپیکار ہے۔ ہندوستان کی دوسری قوموں کا بھی یہی حال ہے۔

جماعت احمدیہ کی خصوصیت

خداتعالے کے فضل سے ایک ہماری جماعت ہے۔ جو اپنے فکروں میں اور اپنی قربانیوں اور کوششوں میں ساری دنیا پر نظر رکھتی ہے۔ اور ایک ایسے نظام کی تعمیر میں لگی ہوئی ہے۔ جس میں ساری دنیا کا بھلا ہو۔ صرف ایک قوم یا ایک ملک کا نہیں۔

خداتعالیٰ کی صفت رحمانیت

ربوبیت عامہ کے بعد سورہ فاتحہ میں دو زبردست صفات کا ذکر ہے۔ جن کا مادہ ایک ہی ہے۔ اور وہ رحمت ہے۔ دشمن ان دو صفات کو تکرار یا مضمون میں زور پیدا کرنے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ صفات رحمٰن اور رحیم اگرچہ دونو رحمت سے متعلق ہیں۔ لیکن دونوں کا مفہوم جیسا کہ ہماری جماعت کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ بالکل الگ ہے۔ رحمٰن وہ ہستی ہے۔ جو بلا استحقاق سب قسم کے سامان اپنے پیدا کئے ہوئے بندوں کو دیتی ہے۔ یہ دنیا کے سامان۔ زمین کی زرخیزی۔ انسانی دماغ کی اپنی طاقتیں۔ یہ سب کچھ رحمانیت کے ماتحت ہیں۔ ان کے لئے انسان نے کوئی محنت اور کوشش نہیں کی۔ پھر ہدایت کا نزول علی الخصوص قرآن جیسی کامل اور ہمیشہ رہنے والی کتاب یہی رحمانیت کے ماتحت ہے چنانچہ فرمایا۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن اس دنیا میں جو کچھ انسان کو ملتا ہے وہ اس صفت رحمٰن کے ماتحت ہے۔

صفت رحیمیت

لیکن انسانی کوشش کے بدلے میں جو انعام بڑھ چڑھ کر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملتا ہے۔ وہ صفت رحیم کے ماتحت ملتا ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر اس دنیا کی نعمتوں کو رحمانیت کا مظاہرہ سمجھ لیں۔ تو آخرت کے انعامات۔ رحیمیت کا مظاہرہ ہیں۔ رحمٰن میں جو بلا استحقاق اور بلا مبادلہ رحم خداتعالیٰ کی بڑی صفات میں شمار کیا گیا تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہماری نجات کے لئے اور اپنی پیدائش کے منشاء کو پانے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہماری کمزوریوں اور لغزشوں کا کوئی کفارہ ہو۔ بلکہ وہ خدا جو بلا استحقاق ترقی کے سامان دے سکتا ہے۔ وہ اپنے فضل سے معاف بھی کر سکتا ہے۔ اور معاف کرنے کے بعد ترقی کی توفیق بھی دے سکتا ہے۔ یہ خداتعالے کے رحم کو محدود کرتا ہے۔ اگر یہ مانا جائے کہ خداتعالے صرف عدل ہی عدل کرتا ہے۔ اور عدل کا چونکہ تقاضا ہے۔ کہ گناہ کی یا سزا ہو یا اس کے بدلے میں کوئی قربانی ہو۔ اس لئے کفارے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ خدا کی ایک اہم صفت کو ناقص طور پر سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ کہ عیسائی قوم کو کفارے جیسا عقیدہ بنانا پڑا جو عقل اور انسانی فطرت دونو کے لئے بار ہے۔ رحیمیت دوسری قسم کا رحم ہے۔ کہ جس کے ماتحت انسان کو چھوٹے سے چھوٹے عمل چھوٹی سے چھوٹی کوشش اور چھوٹی سے چھوٹی قربانی کا اعلےٰ بدلہ ملتا ہے۔ چونکہ اس بدلہ کا ایک حصہ یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان کو اور قربانی اور عمل کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اس لئے یہ ایک بڑا مفید چکر شروع ہو جاتا ہے۔ ایک نیک عمل صفت رحیمیت کے ماتحت ایک بیج کی طرح بن جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ایک ہمیشہ بڑھتے رہنے والا درخت انعامات کا تیار ہو جاتا ہے۔ انسان ایک چھوٹا سا عمل کرتا ہے۔ جو محدود ہوتا ہے۔ لیکن اس کے نتیجہ میں ایک ایسا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جو غیر محدود انعام پر مترتب ہو جاتا ہے۔ جو قومیں خداتعالے کی اس صفت کی منکر ہیں۔ وہ اس نکتے کو سمجھ ہی نہیں سکتیں کہ محدود عمل کی جزا غیر محدود انعام کی شکل میں کیسے مل سکتی ہے۔ وہ بار بار کی زندگی یعنی تناسخ کا عقیدہ بناتی ہیں۔ لیکن نجات پھر بھی ادھوری رہتی ہے۔ پھر بھی نجات کا ماحصل یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان خواہشوں یا گناہ کی طاقت یا میلان سے نجات پا گیا۔ کوئی مثبت پہلو اس نجات میں نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے اسلامی خدا کی صفت رحیمیت ہمیں یہ بتاتی ہے۔ کہ انسان معمولی کوشش کے لئے غیر محدود اجر کا سامان کر لیتا ہے۔ اور ہر مرحلے پر اسے اور اور عمل کرنے کی توفیق ملتی جاتی ہے۔ اور یہ سلسلہ اس دنیا میں شروع ہو کر آخرت میں چلتا چلا جاتا ہے۔ اور آخرت بھی عمل کی جگہ ہے نہ کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہنے کی۔ اور مزے سے نظارہ کرنے کی فرق صرف یہ ہے کہ اس دنیا اور اس زندگی میں غلطیوں اور گناہوں کا امکان اور احتمال ساتھ لگا ہوتا ہے۔ انسان آزاد ہے۔ اس لئے گر سکتا اور بسا اوقات گرتا بھی ہے۔ لیکن آخرت میں جب وہ صفت رحیمیت کے ماتحت ایک درجہ پا لیتا ہے۔ تو پھر گرنے کا امکان جاتا رہتا ہے۔ پھر اس کے عملوں کا نتیجہ ہمیشہ بڑھتی ہوئی اور کبھی نہ ختم ہونے والی معرفت ہے۔ اس طرح محدود عمل کا نتیجہ غیر محدود انعام کی شکل میں مل جاتا ہے۔

خداتعالیٰ کے ماننے والوں کے ترقی نہ کرنے کی وجہ

اصل میں خداتعالیٰ کو ماننے کے باوجود جب قومیں اصلاح اور ترقی سے محروم رہتی ہیں تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ وہ خداتعالیٰ کی صفات پر غور نہیں کرتیں۔ یا اگر وہ صفات پر غور کرتی ہیں تو ان صفات کے مفہوم کو نہیں پاتیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ اپنی طرف سے خداتعالیٰ کی صفات تجویز نہ کرو جس کا یہ مطلب ہے کہ اپنے نفسوں کو کلام الٰہی کے تابع رکھو اور صفات باری کا وہ مفہوم لو۔ جو خود ذات باری نے بیان فرمایا ہے۔ رحمٰن میں بلا استحقاق سامانوں کے مہیا کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن انسان ہیں کہ جب کوئی چیز چھوڑنی پڑے چاہے وہ دوسرے کا حق ہو تو جان نکلتی ہے۔

دنیا کے جھگڑے اور سیاسی رقابتیں اور خاندانوں کے مقابلے اور آپس کی لڑائیاں اس وجہ سے ہوتی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت پر غور نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ اگر کسی قوم کو دنیا کے امن کی خاطر کوئی علاقہ چھوڑنا بھی پڑے۔ اور اس کا ایمان خدا تعالیٰ کی رحمانیت پر ہو۔ تو اس کو کوئی فکر نہ ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کئی اور سامان اسکی ترقی کے کر سکتا ہے۔ جو نہ اس کو نہ اس کے دشمن کو نظر آتے ہیں۔ دنیا کا تجربہ بھی یہ بتاتا ہے۔ کہ کئی چھپے ہوئے سامان ایک جگہ موجود ہوتے ہیں۔ جو ایک زمانے تک لوگوں کو نظر بھی نہیں آتے۔ اور کئی مفید چیزیں ایسی جگہوں سے نکل آتی ہیں۔ جہاں پہلے کسی کو وہم بھی نہیں ہوتا۔ اگر صفت رحمانیت کا علم دنیا کو ہو۔ اور اس پر ایمان بھی نصیب ہو۔ تو دنیا کی رقابتیں آپس کے حسد اور بخل یکدم مٹ سکتے ہیں۔ اسی طرح رحیمیت ہے۔

مالک یوم الدین کی صفت

مالک یوم الدین چوتھی صفت ہے۔ اور اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ بادشاہ ہی نہیں۔ بلکہ مالک ہے۔ بادشاہ بعض محدود اختیارات کے اندر رہ کر اپنا اقتدار اور اپنا حکم چلاتے ہیں۔ وہ معاف نہیں کر سکتے۔ سوائے اس کے کہ قانون یا ملک کی روایات اجازت دیں۔ یا رعایا کی اکثریت کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔ ان کی حیثیت ججوں یا افسروں کی سی ہوتی ہے۔ کہ خود قانون یا روایات کے ماتحت ہوتے ہیں۔ لیکن مالک بادشاہ اپنی مرضی سے معاف کر سکتا ہے۔ یورپین مصنفین اسلامی خدا کی مطلق العنانی کی تصویریں تو اتارتے ہیں۔ لیکن وہ کبھی غور نہیں کرتے۔ کہ اسلامی خدا میں رحم کتنا ہے۔ وہ بغیر کفارے کے بخشتا ہے۔ اور بدلہ اتنا دیتا ہے۔ کہ چھوٹے چھوٹے عمل کے نتیجے میں نہ ختم ہونے والی ترقی عطا کرتا ہے۔ اس کی مالکیت بھی رحم کا غالب پہلو رکھتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اگر خالی بادشاہ ہوتا۔ تو بخشنے پر اسے خیال ہوتا۔ کہ وہ رعایا یا حکومت کا حق نہ چھین رہا ہو۔ لیکن مالک ہونے کی حیثیت سے یہ فکر نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ وہ رب ہے یعنی پیدا کرنے والا۔ اور بڑھانے والا تو مالک تو وہ آپ ہی ہوا۔ اس لئے وہ بلا روک ٹوک معاف کر سکتا ہے۔ یہ امید کا پہلو ہے۔ جو اسلامی خدا پر ایمان لانے والوں کو حاصل ہوتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ایک چوکس کرنے والا پہلو بھی اسی مالکیت سے نکلتا ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالےٰ مالک ہے۔ وہ اپنی ملک کو گندہ دیکھنا پسند نہ کرے گا۔ اس لئے بندے کو فکر ہونی چاہیئے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کی ناراضگی کا موجب نہ بنے۔ یہ خوف کا پہلو ہے۔ جو انسان کو چوکس رکھتا ہے۔ کیسی متوازن تعلیم ہے۔ اور کیسا اعلیٰ نظام اسلامی خدا کی صفات میں ہے۔ کہ امید اور خوف دونوں کو ساتھ ساتھ رکھے ہوئے ہے۔

مالکیت یعنی مالک یوم الدین جو سورۂ فاتحہ میں چوتھی صفت ہے۔ اس کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اہم زمانوں کا مالک ہے۔ دنیا میں جب بڑے بڑے انقلاب آتے ہیں۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کے تصرف میں ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضی سے آتے ہیں۔

دنیا کے بڑے بڑے دور

تاریخ نویس بسا اوقات نہایت معمولی واقعات کو انقلاب سے تعبیر کر دیتے ہیں۔ بعد میں جا کر پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ واقعات معمولی تھے۔ جوں جوں زمانہ گذرتا چلا جاتا ہے۔ اور انسان کی نظر ایک لمبے دور کو خلاصۃً دیکھنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ در اصل بڑے بڑے دور وہی ہوتے ہیں۔ جن میں کوئی نبی آکر ایک نئی تبدیلی دنیا کے عقائد اور دنیا کے مشاغل میں کر دیتا ہے۔ اس کے زمانے میں وہ تبدیلی معمولی معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں بعض سیاسی یا تمدنی تحریکیں زیادہ اہم معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن جب زمانہ گذر جاتا ہے۔ تو نبی کی تحریک ہی اصل انقلاب ثابت ہوتی ہے۔ دنیا کی قدیم تاریخ کو لے لیں۔ اگر اس کو بڑے بڑے دوروں میں تقسیم کریں۔ تو وہ دَور انبیاء کے زمانے ہی ثابت ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ

حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانے میں ان کی تحریک کی انقلاب انگیز حیثیت کو کون جانتا تھا۔ بلکہ اکثر کو تو اس وقت یہی معلوم ہوتا ہوگا۔ کہ رومن حکومت کو ٹیکس دینے کے خلاف جو تحریک ملک میں شروع ہے۔ یہی ایک بڑی تحریک ہے۔ اسی لئے آپ کے کمزور ایمان حواری بھی اس سیاسی تحریک سے زیادہ متاثر ہوئے تھے۔ لیکن وہ سیاسی تحریکیں محض وقتی تحریک ثابت ہوئی۔ اور آئندہ زمانے کے لحاظ سے سینکڑوں ہزاروں درجے اہم تحریک حضرت مسیح علیہ السلام کی ثابت ہوئی۔ حالانکہ اس زمانے کی تحریکیں میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر تک نہیں ملتا۔ گویا انقلابی تحریک حضرت مسیح علیہ السلام کی ثابت ہوئی۔ نہ کہ اس وقت کے سیاسیین کی یا اور کسی کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زمانہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں حالات ذرا مختلف تھے۔ عرب کے سردار حضور علیہ السلام کے متعلق یہ سمجھتے ہوں گے۔ کہ اس شخص نے ہم کو تنگ ضرور کیا ہے۔ اور ہمارے مشاغل میں حارج ضرور ہوا ہے۔ آس پاس کی سلطنتیں ایران اور روم کی تھیں۔ وہ شروع میں تو اسلام سے کسی طرح بھی خائف نہ تھیں۔ بلکہ ایران کے ساتھ جب جنگ کا ماحول تیار ہونے لگا۔ تو ایک مقابلے میں ایران کے بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ ان مسلمانوں کو تھوڑا تھوڑا روپیہ دیکر چھوڑ دو۔ یہ حیثیت وہ مسلمانوں کی سمجھتے تھے۔ روم کا بادشاہ بے شک حضور علیہ السلام کے دعویٰ اور دلائل سے متاثر ہوا تھا۔ لیکن اس حد تک نہیں کہ وہ اسلامی تحریک کو مستقبل کی تحریک سمجھکر اس میں شامل ہو جاتا۔ باقی سلطنتیں اور سردار معمولی طور پر متاثر ہوئے۔ جب مسلمانوں نے ایران اور شام فتح کر لیا۔ تو اس وقت کے مبصرین بھی زیادہ سے زیادہ یہ سمجھتے ہونگے۔ کہ ایک شخص کے عرب پہلے مخالف تھے۔ بعد میں وہ اس کے ساتھ ہو گئے۔ اور انہوں نے خستہ حال سلطنتوں کو عارضی طور پر زیر کر لیا۔ اگر ہمیشہ کے لئے زیر کر لیا۔ تو بھی وہ یہ نہ سمجھتے تھے۔ کہ اسلام کے ذریعہ ایک عالمگیر انقلاب دنیا میں پیدا ہوا ہے۔ جو ہمیشہ کے لئے دنیا کے چہرہ کو بدل دیگا۔ اور اس کے ذریعہ ایسے ایسے علوم۔ ایسے ایسے قانون۔ ایسی ایسی انسٹی ٹیوشنیں اور ایسے ایسے محرکات پیدا ہوں گے۔ جو دنیا کے علوم کو دنیا کے تمدن کو اور دنیا کی روحانیت کو ہمیشہ کے لئے بدل دیں گے۔ دراصل تاریخ دنیا کے بڑے بڑے دور اس کے روحانی دور ہیں۔ وہ دَور جن میں انبیاء آتے رہے۔ اور خدا تعالیٰ کی مالکیت کے مظہر بن کر دنیا کو ایک نئے راستے پر ڈالتے رہے۔

اسلام کا زندہ خدا

خدا تعالیٰ کی صفات میں تعطل یا ضعف نہیں۔ اسلام ایک زندہ خدا کو پیش کرتا ہے۔ کیونکہ اسی سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ بندوں سے اپنی بتائی ہوئی صفات کے مطابق دعا کرنا بھی سکھاتا ہے۔ جس دعا کو خدا خود سکھائے۔ اس کے پورا ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ ان دعاؤں میں اول تو جمع کا صیغہ دعا کرنے والوں کے متعلق استعمال ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نیک کاموں نیک خواہشوں۔ نیک امنگوں کے متعلق اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے۔ کہ سب انسان مل کر ان کے متعلق کوشش کریں۔ گویا اس بات کو پسند کرتا ہے۔ کہ لوگ اپنی اپنی خواہشوں کو لے کر خدا تعالیٰ کے حضور نہ جائیں۔ بلکہ اپنی مجموعی ضروریات کو پیش کریں۔ عبادت کریں تو یہ نہ ہو۔ کہ زید عبادت کرتا ہے۔ اسے یہ پروا نہیں۔ کہ بکر عبادت کرتا ہے یا نہیں۔ بلکہ اسے یہ خیال ہونا چاہیئے۔ کہ وہ کسی طرح بکر کو بھی اس عبادت میں شامل کرے۔ کیونکہ سورہ فاتحہ کی پہلی دعا یا پہلا اقرار جو اللہ تعالےٰ بندوں سے کرانا چاہتا ہے۔ وہ ایاکَ نعبدُ ہے۔ اسمیں انسانوں کے اپنے افکار یا اعمال میں اصولاً آزاد ہونا بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ اور دشمن کا یہ قول جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ کہ اسلام کا خدا جابر مشرقی مطلق العنان بادشاہوں کی طرح ہے۔ جو اپنی مرضی منواتا ہے۔ اسلام کا خدا اپنی صفات کے متعلق اپنے بندوں میں معرفت پیدا کر کے ان سے یہ طبعی اقرار لیتا ہے۔ اور اس فطری تڑپ کا اظہار کرواتا ہے۔ کہ اسے اللہ جو سب کا رب ہے۔ جو بلا استحقاق دیتا ہے۔ اور بار بار رحم کرتا اور چھوٹے سے چھوٹے عمل کا بدلہ دیتا ہے۔ ہم تجھی کو پوجتے ہیں۔ اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ بے شک انسان کئی قسم کی مجبوریوں اور کئی قسم کی الجھنوں میں جکڑا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن مجبور سے مجبور انسان بھی کم از کم ایک ہلکا سا اقرار اپنے رب کے سامنے کر سکتا ہے۔ کہ میں تیری ہی عبادت کرنا چاہتا ہوں۔ اور تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔ اتنی سی خواہش سے اس کی مجبوریوں کو خدا تعالیٰ دور کر سکتا اور اسے پھر آزاد عمل کی توفیق دے سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ کئی لوگ بار بار کی غلط کاری سے اپنے اوپر ہر تبدیلی کے راستے بند کر لیتے ہیں۔ لیکن جس کسی نے اس اقرار کی توفیق کو اپنے لئے باقی رکھا۔ وہ آزاد ہے۔ اور اگر یہ توفیق نہیں۔ تو اسی میں نہیں۔ جس نے متواتر گناہوں سے اپنے اوپر اس کا دروازہ بھی بند کر لیا ہو۔ اور یہ اللہ کا جبر نہیں بلکہ بندے کا خود اپنی جان پر ظلم ہے۔ اور اللہ تو مجبوری سے کیا ہوا کوئی کام پسند نہیں کرتا۔ وہ تو چاہتا ہے۔ کہ جس طرح وہ خود اپنے کاموں میں مختار اور آزاد ہے۔ اور اپنے ارادے سے سب کام کرتا ہے۔ اسی طرح جس حد تک اس نے بندے کو آزاد پیدا کیا ہے۔ اس حد تک وہ بھی آزادی سے عمل کرے۔ تا اسے

ثواب حاصل ہو اور وہ اپنے پیدا کرنے والے کا سچا عبد کہلا سکے۔ اسلام کا خدا کہتا ہے۔ دین میں کوئی جبر نہیں۔ نہ میں جبر کرتا ہوں۔ اور نہ جبر ہو سکتا ہے۔ لیکن نادان دشمن اور بعض نادان دوست بھی کہتے ہیں کہ نہیں اسلام کا خدا جبر چاہتا ہے دشمن یہ کہہ کر اسلام پر حملہ کرتا ہے۔ اور نادان دوست یہ کہہ کر اس حملہ کا موقعہ دیتا ہے۔

لیکن میں کہہ رہا تھا کہ ان دعاؤں میں جمع کا صیغہ ہے۔ اور اس میں یہ نکتہ ہے کہ اسلام کا خدا روحانی زندگی میں۔ بندگی میں مدنیت کو پسند کرتا ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ اسکے بندے ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہوں۔ ایک دوسرے کے مؤید ہوں اور مل کر روحانی امنگوں اور نیک کوششوں کو تقویت دیں۔

مذہبی تبلیغ کیوں نہ ہو

میں اس بات کو کبھی بھی سمجھ نہیں سکا جو اس زمانے میں ہمارے ملک میں علی الخصوص اور بعض اور حلقوں میں بالعموم اٹھائی جارہی ہے۔ کہ مذہب ایک پرائیویٹ عقیدہ ہے۔ کسی مذہب کی دنیا میں تبلیغ نہ ہونی چاہئے۔ باقی ہر چیز کی تبلیغ ہو سکتی ہے۔ لیکن مذہب کی نہیں۔ اگر سیاسی اغراض کے لئے دنیاوی اغراض کے لئے۔ جنگوں کے لئے۔ تجارت کے لئے لوگ جمع ہو سکتے ہیں۔ ایک دوسرے کی تائید میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ دوسروں کو قائل کر کے ہی نہیں۔ بلکہ مجبور کر کے جمع کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ قریبًا ہر سیاسی سکیم میں کیا جاتا ہے۔ اور جبر سے اپنی طاقت بڑھا سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دینی اغراض کے لئے ایسا نہیں کر سکتے اور عقلاً بھی یہ بات بالکل سمجھ سے خارج معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایک خیال دنیا کے لئے مفید بلکہ ضروری ہو لیکن اس کی تبلیغ کر کے لوگوں کو قائل کرنے کی اور ان کو اس خیال پر جمع اور منظم کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ گویا یہی لوگ جو کہتے ہیں کہ تبلیغ نہ کی جائے کیونکہ اس سے فساد ہوتا ہے۔ آپس کا اختلاف بڑھتا ہے۔ اور تلخی پیدا ہوتی ہے۔ کیا وہ اس خیال کی کہ تبلیغ نہ کی جائے خود تبلیغ نہیں کرتے۔ اگر وہ نہیں کرتے تو وہ کیسے امید کرتے ہیں کہ کبھی دنیا اس خیال کی جو بقول ان کے دنیا کے لئے مفید ہے۔ قائل ہو جائیگی۔

اگر دنیا کو قائل کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ تو پھر اس خیال کا دنیا کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہر مفید چیز ہر مفید خیال دنیا میں پھیلایا جانے ہی سے دنیا کو فائدہ دے سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ مل کر اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہو کر اس چیز یا اس خیال کے پھیلانے کی کوشش کی جائے۔ اور یہی اصل ہے جو اسلامی خدا نے ہمیں سکھایا ہے۔ کہ مل کر کہا کرو۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم

موجودہ زمانہ میں خدا تعالےٰ کی استعانت کی ضرورت

اور یہ جو کہا گیا۔ کہ عبادت استعانت اور ہدایت اللہ ہی دے سکتا ہے۔ اور اسی سے طلب کرنی چاہیئے۔ اس کی اہمیت اس زمانے میں خصوصًا زیادہ ہے۔ اور وہ اسی وجہ سے کہ اس زمانے میں دنیا کا امن سخت خطرے میں ہے۔ وہی قومیں جن کی حرص و آز کی وجہ سے دنیا کا امن خطرے میں ہے۔ یہ سمجھتی ہیں۔ کہ وہ اپنی عقل اور اپنی کوشش سے ایک نیا نظام دنیا کے لئے بنالیں گی۔ سورہ کہف میں جو خاص ہمارے زمانے کے فتنوں کے متعلق سورۃ ہے۔ انہی دعووں کی طرف خدا تعالےٰ اشارہ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ مومنو ہوشیار ہو جاؤ۔ تم ان کی باتوں میں نہ آؤ۔ تم ان سے پوچھو۔ کہ کیا جب میں نے زمین اور آسمان پیدا کیا تھا۔ اور خود ان کی جانوں کو پیدا کیا تھا۔ تو کیا میں نے ان میں سے کسی کو مدد کے لئے بلایا تھا؟ ما اشھدتھم خلق السمٰوات والارض ولا خلق انفسھم۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہمارے زمانے میں بھی جس انقلاب کی دنیا منتظر ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں ایک لمبا عرصہ دنیا کو امن اور ترقی کا موقعہ (انشاء اللہ) ملنے والا ہے۔ وہ ان دنیاوی لیڈروں کے ذریعہ سے نہیں آئیگا۔ جو خود گمراہ ہیں۔ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں۔ بلکہ خدا کہتا ہے۔ کہ وہ انقلاب میرے ذریعہ آئیگا۔ جو کہ حقیقی خالق اور مالک اس دنیا و مافیہا کا ہوں۔ پس دنیا کا نیا نظام بھی اس خالق و مالک حقیقی کو چاہتا ہے۔ جو۔ اسلام پیش کرتا ہے۔ جس پر فی الحال دنیا کو ایمان نہیں۔ لیکن جس پر ایمان دوبارہ زندہ اسی خدا کے بھیجے ہوئے ایک نبی کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ وہ نبی جو دنیا کو پھر سے ایک دین یعنی دین اسلام کے لئے جمع

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

۸۸۹۵ع منکہ سید بیگم بنت اکبر شاہ صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۷۲ سال ساکن کھاریاں ڈاکخانہ کھاریاں ضلع گجرات صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اگست ۱۹۴۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک بیگھہ اراضی بارانی قسم اول حق موروثیت جس کی قیمت موجودہ -/۴۰۰ روپے بنتی ہے۔ اور ایک مکان خام جس کی قیمت میرے حصہ کی -/۲۰۰ ہے۔ یہ جائیداد مجھے والدین کے ورثہ سے ملی ہے۔ کل مبلغ -/۶۰۰ روپے کے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر کوئی اور جائیداد خواہ میری زندگی میں یا وفات پر ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد سید بیگم۔ گواہ شد فضل دین امیر جماعت احمدیہ کھاریاں گجرات۔ گواہ شد سید احمد شاہ برادر موصیہ مذکور۔

۸۶۱۵ع منکہ سید محمد احمد شاہ ولد سید ناظر حسین شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۳۱ برس پیدائشی احمدی ساکن کالووالی سیداں P.O. قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ ہجرت ۱۳۲۴ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد -/۲۶۶ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے متروکہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد صوبیدار سید محمد احمد شاہ NO: I Ind Pet Depot. R.I.A.S.C. M.E.F. گواہ شد نو۔ محمد نسیم سیفی بی۔اے مبلغ نائجیریا۔ گواہ شد محمد شریف احمدی مبلغ بلاد عربیہ جبل الکرمل حیفا۔ فلسطین۔

۹۰۱۲ع منکہ صالحہ بیگم زوجہ کیپٹن محمد افضل خاں صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۱ سال پیدائشی احمدی ساکن چمیاری ڈاکخانہ چمیاری ضلع امرتسر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ ستمبر حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد جو کہ بصورت حق مہر بذمہ خاوند و زیور و نقدی ہے۔ اس کی قیمت -/۳۲۰۰ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہونگی۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس

اعلانات نکاح

مورخہ ۲۸/۱۲/۴۵ بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے مندرجہ ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالےٰ یہ رشتے جملہ متعلقین کے لئے بابرکت فرمائے۔

(۱) عزیزم عبد اللطیف صاحب پسر چودھری عبد الرحیم صاحب دارالرحمت قادیان کا نکاح بشیرہ بیگم بنت دین محمد صاحب قادیان سے بعوض مہر مبلغ پانچ صد روپیہ۔

(۲) عزیزہ سعیدہ بیگم بنت چودھری عبد الرحیم صاحب دارالرحمت قادیان کا نکاح مولوی غلام باری صاحب سیف واقف زندگی پسر حکیم چراغ الدین صاحب کا ہنووان سے بعوض مہر مبلغ پانچ صد روپیہ

خاکسار محمد صدیق واقف زندگی قادیان

اعلان نکاح

میرے لڑکے برخوردار عبد الستار کا نکاح ۱۱ نومبر کو سعیدہ بیگم صاحبہ بنت محمد نواز خاں صاحب سے پانچ سو روپیہ مہر پر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے مسجد مبارک میں پڑھا۔ اور ۱۷ دسمبر کو رخصتانہ ہوا۔ ۲۲ دسمبر کو عزیز کی دعوت ولیمہ ہوئی۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے مبارک کرے۔

خاکسار ڈاکٹر عبد الرحیم مہاجر دہلوی مہتمن حشتم قادیان محلہ دار الفضل

اہل اسلام کے لئے بیس ہزار روپیہ انعام

دنیا کی تمام مذہبی کتب سے یہ ثابت ہے۔ کہ جب لوگ اپنے مذہب کی اصل تعلیم کو فراموش کر کے گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تو رب العالمین کی طرف سے ایک ربانی مصلح مبعوث کیا جاتا ہے۔ جس کے ذریعہ دین کی تجدید ہوتی ہے اور یہ سلسلہ متواتر جاری رہتا ہے۔ اسلام میں بھی یہ ربانی قانون مسلم ہے۔ جیسا کہ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک شخص مبعوث فرمائیگا۔ جو ان کے لئے ان کا دین تازہ کریگا۔ (ابوداؤد) گزشتہ صدیوں میں ایسے ربانی مجددین کا ظہور برابر ہوتا رہا۔ اس طرح اس صدی میں خدا تعالیٰ نے **حضرت مرزا غلام احمد** علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ بہت سے لوگ آپ کی جماعت کے عظیم الشان کارنامے دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ وہ آپ کو اس صدی کا مجدد ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر آپ کے دوسرے دعووں کو جھوٹا کہتے ہیں۔ کیا جو شخص اس عالم الغیب کی طرف سے دنیا کی رہنمائی کیلئے مقرر کیا گیا۔ وہ اپنی طرف سے جھوٹے دعوے کر کے لوگوں کو گمراہی میں مبتلا کرنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ایسے خیال والے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ کیونکہ اس کے یہ معنی ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے باوجود عالم الغیب ہونے کے نعوذ باللہ ایسی سخت غلطی کی کہ اس صدی میں ایک صادق کو مبعوث کرنے کے عوض ایک کذاب کو منتخب کیا۔ نعوذ باللہ۔ **اے لوگو!** خدا کا خوف کرو۔ اور کچھ تو عقل سے کام لو۔ تم اسی غلط عقیدہ پر اڑے ہوگے۔ اس لئے ہم تم پر حجت پوری کرنے کے لئے یہ چیلنج دیتے ہیں کہ اگر تمہارا یہی خیال ہے تو تمہاری نظر میں اس صدی کا خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا ہوا۔ کون صادق ربانی مجدد ہے۔ تو اسے پبلک میں پیش کرو۔ اور ہم تم کو بیس ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔ ورنہ صحیح بخاری کی یہ حدیث۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ مرتے ہی منکر نکیر دونوں فرشتوں کی طرف سے پرسش ہوگی کہ تم نے اپنے زمانہ کے ربانی امام کو مانا یا نہیں ماننے والوں کے لئے جنت ہے اور منکرین کے لئے اسی وقت سے عذاب شروع ہے۔ خدا تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اور حق سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تم بھی ہمارے روحانی بھائی ہو جاؤ۔ پھر ہم سب مل کر دنیا میں تبلیغ اسلام کے کام میں لگ جائیں۔ یہی خدا تعالیٰ نے ہماری زندگی کا مقصد قرار دیا ہے۔ اور ہم سب پر یہ بجا لانا فرض ہے۔ **عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن**

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

بغداد۔ یکم جنوری۔ ہندوستان کے ڈائرکٹر آف انڈسٹریز نے ایک بیان میں کہا۔ کہ ہندوستان کی صنعتی اور فوجی اشیاء کی ایک نمائش کمپنی عنقریب مشرق وسطی کا دورہ کرنے کے لئے روانہ ہو جائے گی۔

ہیگ۔ یکم جنوری۔ ہالینڈ کے وزیر اعظم نے کل ایک تقریر میں انڈونیشیا کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ امید ہے۔ کہ انڈونیشیا میں سلطنت کو جن نئی بنیادوں پر استوار کیا جائے گا۔ انڈونیشی پبلک ان میں ضرور ہماری حمایت کریگی۔ اور نئے انتظامات میں ہماری معاون و مددگار ہوگی۔

چنگکنگ یکم جنوری۔ چین میں کمیونسٹوں نے خانہ جنگی کو روک کر عارضی صلح کے لئے جو پیشکش کی تھی۔ سنٹرل گورنمنٹ نے اس کے جواب میں تین تجاویز پیش کی ہیں۔ (۱) لڑائی کو مستقل طور پر بند کر دیا جائے۔ اور کسی پارٹی کی طرف سے اقدام نہ ہو۔ (۲) دونوں پارٹیاں اپنے اپنے سیاسی نمائندے منتخب کر کے بہت جلد امریکن سفیر کے پاس فیصلہ کن بحث کے لئے بھیج دیں۔ (۳) قومی اسمبلی کی مجلس منتظمہ گیارہ سرکردہ افراد کو منتخب کر کے ایک کمشن بنائے۔ جو چین کے سیاسی و اقتصادی حالات کا مطالعہ کر کے اور ریلوں۔ سڑکوں کا معائنہ کر کے رپورٹ پیش کرے۔

لنڈن یکم جنوری۔ روس کے وزیر خارجہ موسیو مولوٹوف جنرل اسمبلی کے اجلاس منعقدہ لنڈن میں خود شریک نہیں ہو رہے۔ بلکہ ان کے نائب شرکت کریں گے۔

روم یکم جنوری۔ کل آدھی رات سے اطالیہ میں اتحادی کنٹرول ختم کر کے انتظام مرکزی اطالوی حکومت کے سپرد کر دیا گیا۔ اب صرف تین شہر اتحادی کنٹرول کے ماتحت رہینگے۔

جمشید پور۔ یکم جنوری۔ ٹاٹا آئرن کمپنی نے بمبئی۔ کراچی۔ مدراس اور کلکتہ کے درمیان ہوائی جہاز چلانے شروع کر دیئے ہیں۔ یہ اقدام ان تجاویز کی تکمیل کرتی ہے۔ جو ہندوستان میں ہوائی طاقت کو مضبوط کرنے کے لئے اختیار کی جائینگی۔

لنڈن یکم جنوری۔ تمام پارٹیوں کا وفد آج ہندوستان روانہ ہو گیا ہے۔ کل اس نے وزیر اعظم اور وزیر ہند سے ملاقات کر کے ضروری ہدایات حاصل کیں۔

ٹوکیو یکم جنوری۔ شہنشاہ ہیروہیٹو نے نوروز کی تقریب پر جو پیغام اپنی قوم کے نام نشر کیا تھا۔ جنرل میکارتھر نے اسے بہت پسند کیا ہے۔ اس میں کہا گیا تھا۔ یہ خیال کہ جاپان کے بادشاہ دیوتاؤں کی نسل سے ہیں۔ اور جاپانی قوم تمام اقوام سے افضل اور برتر ہے۔ غلط خیال ہے۔

لنڈن یکم جنوری۔ ماسکو کانفرنس میں مسٹر بیون نے ایران کے متعلق جو تجاویز پیش کی تھیں۔ انہیں سیاسی حلقوں نے اپنے خیال کے مطابق شائع کیا ہے۔ جو حسب ذیل ہیں (۱) روس برطانیہ اور امریکہ کا ایک کمشن ایران کے حالات کا مشاہدہ کرنے جائے۔ (۲) وہ کمشن مختلف صوبوں میں مقامی کونسلیں قائم کرنے کے لئے سکیم تیار کر کے حکومت ایران کے سامنے پیش کرے۔ پہلے تو روس نے ان تجاویز کو مان لیا تھا۔ لیکن بعد میں انکار کر دیا۔

لنڈن یکم جنوری۔ اگلے ہفتے ویسٹ منسٹر میں اتحادی اقوام کی جنرل اسمبلی کا اجلاس منعقد ہوگا۔ جس میں اکاون ملکوں کے ۲ ہزار کے قریب نمائندے شریک ہوں گے۔ تمام اتحادی اقوام کے جھنڈے جو سان فرانسسکو میں لہرائے گئے تھے۔ اس عمارت پر بھی لہرائیں گے۔

قاہرہ یکم جنوری۔ مصر اور اٹلی کے مابین تجارتی تعلقات قائم کرنے کے لئے جو مذاکرات ہو رہے تھے۔ وہ تین ہفتے کی گفتگو کے بعد ناکام رہے۔ مگر مصر کے سرکاری حلقوں میں ان کی کامیابی کی اب بھی امید ہے۔

لنڈن ۳۱ دسمبر۔ سابق وزیر اعظم مسٹر چرچل کو ملک معظم کی طرف سے "آرڈر آف دی میرٹ" کا خطاب دیا گیا ہے۔ جو سلطنت برطانیہ کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔

نورمبرگ یکم جنوری۔ ہٹلر کا سابق ڈپٹی برلن کے برطانوی علاقہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس کا نام نورمبرگ کے مجرموں کی فہرست میں ہے

نورمبرگ۔ ۳۱ دسمبر۔ ہٹلر کی وصیت مل گئی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ وہ امریکہ اور برطانیہ سے جنگ نہیں لڑنا چاہتا تھا۔ اس جنگ کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔ بین الاقوامی یہودی مدبروں پر ہے۔ جنہوں نے امریکہ اور برطانیہ کو جنگ کے لئے تیار کیا۔

چنگکنگ یکم جنوری۔ مارشل چیانگ کائی شیک نے نئے سال پر اپنے ہموطنوں کے نام ایک پیغام میں انہیں انتباہ کیا ہے۔ کہ اگر چین میں دو مخالف فوجیں یا دو حکومتیں جاری رہیں۔ تو اس کے نتائج ملک کے لئے اس قدر مضر ہوں گے۔ کہ چین کا نام بھی صفحہ ہستی سے مٹ جائیگا۔

بمبئی یکم جنوری۔ بمبئی کے چھ ہزار کے قریب جہازی مزدوروں نے ایک سابقہ فیصلہ کے مطابق ہڑتال کر دی ہے۔ ان کے مطالبات میں یہ امور شامل تھے۔ کہ اجرتوں کا معیار بڑھایا جائے۔ تین ماہ کا بونس منظور کیا جائے۔ اور کام کے شفٹ سسٹم میں تبدیلی کی جائے۔

لنڈن یکم جنوری۔ اخبار ابزرور کا نامہ نگار رقمطراز ہے۔ لنڈن میں ترکی اور ایران کی صورت حالات پر گہری تشویش کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ تشویش میں اضافہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے۔ کہ ماسکو کانفرنس میں ایران کے نمائندہ کو اپنا کیس پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ روس کے مطالبات کا ایک نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ ترکی کے لوگ پہلے کی نسبت زیادہ متحد ہو گئے ہیں۔

بٹاویہ۔ یکم جنوری۔ برطانوی فوج نے تحیر خیز یلغار کے بعد گذشتہ شب شہر کے تمام کلیدی نقاط پر قبضہ کر لیا۔

قاہرہ یکم جنوری۔ سلطان ابن سعود کی حکومت نے جمعیت اتحاد عرب کے سیکرٹری جنرل عبد الرحمٰن عزام بے کو مطلع کیا ہے۔ کہ ایک شاہی فرمان کی رو سے مملکت سعودیہ عربیہ کے اندر صیہونی مال کی درآمد کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔

دہلی یکم جنوری۔ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلی کو شمس العلماء کا اعزاز ملا ہے۔

لنڈن یکم جنوری۔ نوروز کی تقریب پر فیلڈ مارشل سر برنارڈ منٹگمری فاتح جرمنی اور فیلڈ مارشل سر ہیرلڈ الیگزینڈر فاتح اٹلی کو وائی کونٹ۔ ملک خضر حیات خاں وزیر اعظم پنجاب کو کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ہز ایکسی لنسی گورنر پنجاب کو جے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا ہے۔ حاجی غلام حسن خاں خانساماں وائسریگل کیمپ کو خان بہادر کا خطاب دیا گیا ہے۔

نئی دہلی ۳۱ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ۴ جنوری سے آزاد ہند فوج کے افسروں کے خلاف مقدمات کی سماعت لال قلعہ سے دہلی چھاؤنی میں منتقل کر دی جائیگی۔

لال قلعہ دہلی ۳۱ دسمبر۔ آزاد ہند فوج کے پہلے کورٹ مارشل مقدمہ میں میجر جنرل بلیکس لینڈ نے اشارتاً اس بات کا ذکر کیا۔ کہ تینوں ملزمین کیپٹن شاہنواز کیپٹن سہگل اور لیفٹیننٹ ڈھلوں ملزم ثابت ہوئے ہیں۔

چنگکنگ ۳۱ دسمبر۔ روس میں چین کی طرف سے مارشل چیانگ کائی شیک کے بڑے لڑکے چیانگ چنگ کوؤ کو سفیر مقرر کیا گیا ہے۔ کل آپ نے مارشل سٹالن سے ملاقات کی۔

نیویارک ۳۱ دسمبر۔ کوریا کے لوگوں نے ماسکو کانفرنس کے فیصلہ جات کو بہت برا منایا ہے۔ کئی بازاروں پر چھوٹے چھوٹے بلوے ہوئے۔ اور امریکن سپاہیوں پر اینٹیں اور پتھر پھینکے گئے۔ ماسکو کانفرنس میں فیصلہ ہوا تھا۔ کہ پانچ سال کے لئے کوریا پر غیر ملکی ٹرسٹی شپ نافذ کر دی جائے گی۔

امرتسر ۳۱ دسمبر۔ سونا -/۲/ ۸۴ روپے چاندی -/۸/ ۱۳۴ روپے پونڈ -/۱/ ۵۷

نئی دہلی یکم جنوری۔ شملہ کے ایڈجوٹنٹ جنرل کے دفتر سے انڈین نیشنل آرمی کے متعلق دو فائلیں چرالی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں پنجاب پولیس نے دو ملازموں کو گرفتار کر لیا ہے۔

واشنگٹن یکم جنوری۔ ایک امریکن نیوز ایجنسی نے لکھا ہے۔ کہ لارڈ ویول وائسرائے ہند نے برطانوی دفتر جنگ سے درخواست کی ہے۔ کہ چونکہ انڈونیشیا میں ہندوستانی فوجوں کی موجودگی سے ہندوستان کی رائے عامہ پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ اس لئے انڈونیشیا سے ہندوستانی فوجوں کو ہٹا لیا جائے۔ لیکن برطانوی دفتر خارجہ نے ابھی تک اس درخواست کا کوئی جواب نہیں دیا۔ چند امریکن اخبارات نے لکھا ہے۔ کہ برطانیہ نے انڈونیشیا کے معاملہ میں زیادہ جوش و خروش سے سرگرمیاں دکھائی ہیں۔